www.wilayattimes.com
اشاعت کا دوسرا سال

ہفت روزہ ولایت ٹائمز سرینگر

WILAYAT TIMES

الله کی ولایت مومنین اور متقین پر ہے وہ انھیں تاریکی سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے

جلد:3 ☆ شمارہ نمبر:13 ☆ تاریخ:12 جون تا 18 جون 2017ء بمطابق 17 رمضان تا 23 رمضان 1438ھ ☆ صفحات:8

قطر کی مشکلیں اور ٹرمپ کی "برکتیں"

تحریر: ثاقب اکبر

ہم یہ نہیں کہتے کہ قطر کی صورتحال میں کوئی نیا عنصر پیدا نہیں ہوسکتا، لیکن اصل بات یہ ھے کہ کیا قطر کی قیادت میں اتنا عزم اور دم خم ھے کہ وہ سعودی عرب کے مقابلے میں ایران اور ترکی کیساتھ دوستی کی پینگیں بڑھا سکے. نیز کیا خود اس کے اپنے ملک میں موجود امریکہ اسے اجازت دیگا کہ وہ نہ فقط حماس اور اخوان المسلمین کی حمایت جاری رکھے بلکہ ایران کیساتھ بھی اپنے روابط مزید استوار کرلے. شاید اسی صورتحال کے پیش نظر امریکی صدر نے سعودی عرب اور قطر کو پیشکش کی ھے کہ وہ ضرورت محسوس کریں تو وائٹ ہاؤس میں آکر آپس میں مذاکرات کرسکتے ھیں. اگرچہ سعودی عرب نے فی الحال تو کسی کی ثالثی قبول کرنے سے انکار کیا ھے، لیکن آخر کار اسکی "بزرگوں" کے سامنے اطاعت شعاری کی سرشت روبکار آھی جائیگی.

کیسے ہوسکتا ہے کہ جناب ٹرمپ مسلمانوں کے خطے میں آئیں اور پھر ان کی "برکتیں" پورے خطے پر برسنا نہ شروع ہوجائیں۔ پہلے تو ان پر ڈالروں، تحفوں اور شاہی نوازشوں کی بارش ہوئی اور اب ان کے جانے کے چند دن بعد ان کی "برکتیں" برسنا شروع ہوگئی ہیں۔ سعودی عرب کے شاہی خاندان و ہمنواؤں کے قطریوں کے ساتھ جو تازہ "سلام و پیام" کا سلسلہ سامنے آیا ہے، وہ جناب ٹرمپ ہی کی "ٹرپلیوں" کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ بی بی سی کے مطابق امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے دعویٰ کیا ہے کہ ان کی وجہ سے ہی خطے میں دہشت گردی کو فروغ دینے کے الزام میں قطر پر اس کے ہمسایہ ممالک نے دباؤ ڈالنا شروع کیا ہے۔ امریکی صدر کے مطابق ان کے سعودی عرب کے حالیہ دورے کے نتائج آنا شروع ہوگئے ہیں اور حالیہ واقعات ہوسکتا ہے کہ دہشت گردی کے خوف کے خاتمے کی ابتدا ہو۔ پیر 5 جون 2017ء کو سعودی عرب، مصر، متحدہ عرب امارات، بحرین، لیبیا اور یمن نے قطر پر خطے کو غیر مستحکم کرنے کا الزام عائد کرتے ہوئے اس سے سفارتی تعلقات منقطع کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ابتدائی طور پر اپنے قریبی اتحادیوں سے قطر کے بائیکاٹ کا اعلان کروانے کے بعد سعودی عرب نے اپنے دیگر اتحادیوں پر بھی زور دینا شروع کردیا ہے کہ وہ قطر سے اپنے تعلقات منقطع کریں۔ چنانچہ موریطانیہ اور مالدیپ نے بھی قطر سے اپنے تعلقات توڑ لئے ہیں۔ اردن نے توڑے تو نہیں لیکن سفارتی تعلقات کو ایک درجہ کم کرلیا ہے۔ یمن کی نام نہاد حکومت جو دراصل سعودیہ ہی کے رحم و کرم پر باقی ہے، نے بھی قطر سے تعلقات توڑنے کا اعلان کیا ہے۔ پاکستان اور دیگر کئی ملکوں نے سعودی عرب کی اس خواہش پر عمل نہیں کیا۔ خلیج تعاون کونسل کے بھی دو اہم اراکین کویت اور اومان نے بھی قطر سے سفارتی تعلقات منقطع نہیں کئے۔

بی بی سی کی ایک رپورٹ کے مطابق صدر ٹرمپ نے یہ بھی کہا ہے کہ انہوں نے اپنے حالیہ سفر کے دوران سعودی عرب سے کہا تھا کہ قطر انتہا پسند نظریات کی حمایت کر رہا ہے اور انہیں فنڈ دے رہا ہے۔ گذشتہ منگل کو صدر ٹرمپ نے ٹویٹ میں کہا کہ میں نے اپنے مشرق وسطیٰ کے حالیہ دورے کے دوران کہا تھا کہ انتہا پسند نظریات کا اب مزید فروغ نہیں ہوگا تو موجود رہنماؤں نے قطر کی جانب اشارہ کیا۔ انہوں نے ٹویٹ میں کہا کہ یہ دیکھ کر بہت اچھا لگا کہ سعودی عرب کے دورے میں بادشاہ سے ملاقات اور وہاں پچاس ممالک کی شرکت کے نتائج آنا شروع ہوگئے ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ انتہا پسندی کے فروغ کے خلاف سخت اقدامات اٹھائیں گے اور تمام کا اشارہ قطر کی جانب تھا۔ شاید یہ دہشت گردی کے خوف کے اختتام کی شروعات ہوں۔ صدر ٹرمپ کی ان ٹویٹس سے یہ حقیقت آشکار ہوجاتی ہے کہ خلیج تعاون کونسل میں نئی خلیج کی بنیاد صدر ٹرمپ کے دورہ ریاض میں ہی رکھی گئی۔ اگرچہ اس کی وجوہات پہلے سے جمع کی جا رہی تھیں۔ اس وقت تک جو بنیادی وجوہات سامنے آئی ہیں، ان میں سے سب سے نمایاں قطر کی طرف سے اخوان المسلمین اور حماس کی حمایت ہے۔ قطر نے مصر میں قائم ہونے والی اخوان المسلمین کی حکومت سے تعاون کیا، وہ مصر کے صدر ڈاکٹر مرسی کی حمایت کرتا رہا، جبکہ سعودی عرب نے 2013ء میں وہاں اخوان المسلمین کی حکومت کے خاتمہ کے لئے فوج کی حمایت کی اور جنرل سیسی نے جب صدر مرسی کی حکومت کا تختہ پلٹا تو سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات نے اس کی بھرپور مالی پشت پناہی کی۔ مصر کی موجودہ حکومت، سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات نے اخوان المسلمین کو دہشت گرد تنظیم قرار دے رکھا ہے۔ اسی طرح قطر گذشتہ چند برسوں سے فلسطین میں قائم تنظیم حماس کا بھی حامی رہا ہے۔ علاوہ ازیں قطر کے امیر شیخ تمیم بن حماد الثانی پر یہ بھی الزام ہے کہ وہ ایران کے لئے نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ یہ الزامات اس امر کے لئے کافی ہیں کہ قطر کو دہشت گرد قرار دے دیا جائے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے کہ حماس اور اخوان المسلمین کے خلاف کارروائی کے لئے پس پردہ اسرائیل کا ہاتھ بھی کارفرما ہے۔ صدر ٹرمپ کے مشرق وسطیٰ کے حالیہ دورے کا ایک بنیادی مقصد اسرائیل کو زیادہ محفوظ اور طاقتور بنانا بھی تھا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہر وہ گوشہ جہاں سے اسرائیل کے لئے خطرے کا امکان ہوسکتا ہے، اسے پوری طرح ہموار کردیا جائے۔ قطر میں اگرچہ خطے میں امریکہ کا سب سے بڑا فضائی اڈہ موجود ہے اور قطر امریکہ کے وفادار اتحادیوں میں شمار ہوتا ہے، لیکن اس کے باوجود اسے یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ جن تنظیموں کو اسرائیل دہشت گرد قرار دے، ان کے ساتھ وہ اچھے تعلقات رکھے۔ قطر سعودی تنازعے کو قطر کی اقتصادی طاقت کے پہلو سے بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ حالیہ دورے میں صدر ٹرمپ نے سعودی عرب کے ساتھ 110 ارب ڈالر کا اسلحہ بیچنے کا معاہدہ کیا ہے اور اس کے علاوہ بھی 250 ارب ڈالر کے سودے کئے ہیں۔ ریاض میں صدر ٹرمپ کی خوش گپیوں اور ٹرپلیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ مختلف بادشاہوں سے امریکی اسلحے کی تعریف کرتے پائے گئے، یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ امریکہ کا اسلحہ بڑا خوبصورت ہوتا ہے۔ یقینی طور پر امریکہ کو یہ اندازہ ہے کہ سعودی عرب اب زیادہ عرصہ اور زیادہ مقدار میں امریکی معیشت کا سہارا نہیں بن سکتا، لہٰذا ضروری ہے کہ علاقے کی دیگر خوشحال ریاستیں زیادہ سے زیادہ امریکی اسلحہ خریدنے کے لئے رجوع کریں۔ اس سلسلے میں قطر امکانی طور پر ایک اہم خریدار ہوسکتا ہے۔ اسے خریدار بنانے کے لئے ہمسایوں سے خوفزدہ کرنا ضروری ہے۔ موجودہ صورت حال کو اس تاجرانہ اور ظالمانہ ذہنیت کو سامنے رکھ کر سمجھنے کی ضرورت ہے۔ پہلے بھی عربوں سے لوٹ مار کے لئے ان کے سامنے ایران کو ہوّا بنا کر پیش کیا جاتا رہا ہے۔

قطر جس کا کل رقبہ 11,586 کلومیٹر ہے اور آبادی 27 لاکھ کے قریب ہے، علاقے کی ایک زبردست اور مضبوط معیشت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی جی ڈی پی 353 ارب ڈالر سے زیادہ ہے اور فی کس آمدنی 145,894 ڈالر ہے، جو دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ جبکہ قطر کی فوج تقریباً گیارہ ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ امریکہ کے قطر میں متعین فوجیوں کی تعداد ایک ذریعے کے مطابق 10 ہزار ہے۔ قطر میں موجود امریکہ کی فوجی طاقت کا قطر کسی صورت مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اس وقت خطے میں جو تیز رفتار پیش رفت ہو رہی ہے، اس کے مطابق سعودی عرب نے ثالثی کے لئے آنے والے امیر کویت کے ذریعے امیر قطر کو یہ پیغام دیا ہے کہ ہمارے 10 مطالبے فوری طور پورے کریں، ورنہ ہم قطر کے خلاف فوجی کارروائی بھی کرسکتے ہیں۔ قطر کی مجبوری یہ ہے کہ اس کی زمینی سرحد صرف سعودی عرب سے ملتی ہے۔ قطر کی غذائی اور دیگر ضروریات کا 90 فیصد سعودی عرب ہی کے راستے سے پہنچتا ہے۔ سعودی عرب نے یمن کے خلاف لڑنے والے قطری دستے واپس بھیج کر اسے واضح پیغام دیا ہے کہ ہم تمھیں سیدھا کرنے کے لئے آخری حد تک جاسکتے ہیں۔

اس ساری صورتحال میں یہ اندازہ لگانا آسان ہے کہ قطر کے پاس بظاہر اس کے سوا کوئی چارا نہیں کہ وہ سعودی عرب کی دھمکیوں کے جواب کے لئے امریکہ کی منت سماجت کرے۔ ظاہر ہے کہ جناب ٹرمپ جب قطر کو اس کے طاقتور ہمسائے سے "نجات" دلانے کے لئے آگے بڑھیں گے تو اس کی قیمت وصول کریں گے۔ اس کے لئے قطر کو اپنا قبلہ بھی درست کرنا ہوگا، نیز قطر سے یہ بھی کہا جائے گا کہ طاقتور ہمسایوں سے آئندہ کے لئے محفوظ رہنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی طاقت میں اضافہ کریں۔ اس طرح موجودہ حالات میں صدر ٹرمپ دیکھ رہے ہیں کہ ان کی پانچوں انگلیاں بھی گھی میں ہیں اور سر ایک کڑاہی سے نکل کر دوسری کڑاہی میں جانے والا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ قطر کی صورت حال میں کوئی نیا عنصر پیدا نہیں ہوسکتا، لیکن اصل بات یہ ہے کہ کیا قطر کی قیادت میں اتنا عزم اور دم خم ہے کہ وہ سعودی عرب کے مقابلے میں ایران اور ترکی کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھا سکے۔ نیز کیا خود اس کے اپنے ملک میں موجود امریکہ اسے اجازت دے گا کہ وہ نہ فقط حماس اور اخوان المسلمین کی حمایت جاری رکھے بلکہ ایران کے ساتھ بھی اپنے روابط مزید استوار کرلے۔ شاید اسی صورت حال کے پیش نظر امریکی صدر نے سعودی عرب اور قطر کو پیشکش کی ہے کہ وہ ضرورت محسوس کریں تو وائٹ ہاؤس میں آکر آپس میں مذاکرات کرسکتے ہیں۔ اگرچہ سعودی عرب نے فی الحال تو کسی کی ثالثی قبول کرنے سے انکار کیا ہے، لیکن آخر کار اس کی "بزرگوں" کے سامنے اطاعت شعاری کی سرشت روبکار آہی جائے گی۔

روزہ کے حقیقی فلسفہ کو سمجھنے کی ضرورت

تحریر: یاور عباس بالہامی

> وہ لوگ جو دن میں تمام محرمات سے اجتناب کرتے ہیں چونکہ روزے کی حالت میں ہوتے ہیں لیکن جونہی افطار کرتے ہیں جیسے کسی قید سے چھوٹ جاتے ہیں اور پھر ایسے کام انجام دیتے ہیں جو ناٹز ہوتے ہیں ، ایسے لوگ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کریں کہ دن بھر روزہ رکھ کر جو تقوی اور جو نورانیت حاصل ہو چکی تھی وہ برباد ہوجاتی ہے،فاکہ کشی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں لگتا۔ چنانچہ معصومؑ کا قول ہے کہ جو شخص کان، آنکھ ، زبان اور دوسرے جوارح کو گناہوں سے محفوظ نہیں رکھتا اس کا روزہ کسی کام کا نہیں ہوگا۔

ماہ مبارک رمضان کے روزوں سے متعلق جو غلط فہمیاں امت کے اندر نفوذ کرچکی ہیں ان کا ازالہ اگر نہ کیا جائے تو روزہ کا مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے۔ واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے کہ مسلم امت کس قدر فاکہ کشی کے لئے اقدام کرتی نظر آتی ہے جبکہ فاکہ کشی کے ساتھ ساتھ دوسرے محرمات سے بھی پرہیز واجتناب بے حد ضروری ہے، عام طور پر یہی دیکھا گیا ہے کہ ایک روزہ دار کا پورا دھیان صرف غذا نہ کھانے پر رہتا ہے، فجر کی اذان سے لے کر مغرب تک خود کو بھوکا پیاسا رکھ کر بڑے مطمئن انداز میں یہ سمجھتا ہے کہ فاکہ کر کے بڑا کمال کیا اور روزہ داروں میں شامل ہوگیا، وہ یہ نہیں جانتا کہ فقط بھوکا و پیاسا رہنا روزہ کا نام نہیں ہے۔

ایک مثال کے ذریعہ سے بات کو واضح کرتے ہیں، یہ واقعہ اصلی ہے یا فرضی اس سے ہمارے مقصد کو کوئی چوٹ نہیں پہنچتا، بات صرف سمجھانے کی ہے، ماہ مبارک رمضان میں دو نوجوان ایک راستے سے کہیں جا رہے تھے، ان کی نظر ایک بزرگ شخص پر پڑی جو کچھ غذا تناول کر رہا تھا، جوانوں نے تعجب سے پوچھا کہ "اے پیر مرد! کیا آپ نے روزہ نہیں رکھا ہے؟ بزرگ نے جواب دیا "جی کیوں نہیں بالکل روزے دار ہوں "جوان مسکرائے اور کہنے لگے ہمیں بیوقوف بنا رہے ہیں یا خود کو دھوکہ دے رہے ہیں؟ بزرگ: اس میں دھوکہ کی کیا بات، میں نے جو کہا وہ سچ ہے، میں آنکھ سے برا نہیں دیکھتا، کان کو برا سننے سے بچاتا ہوں، زبان کو کسی کی غیبت یا دلآزاری سے باز رکھتا ہوں اور معصیت پروردگار سے اپنے وجود کو بچاتا ہوں، ہاں اتنا ہے کہ معدہ کو (تکلیف کی بنا پر) بھوکا نہیں رکھ پاتا ہوں، آپ سنائے کیا آپ نے روزہ رکھا ہے؟ یہ سن کر دونوں جوانوں کے چہرے پر شرمندگی کے آثار نمایاں ہوگئے اور کہنے لگے "ہم ابھی تک اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ ہم روزے دار ہیں لیکن افسوس اب پتہ چلا کہ ہم نے صرف فاکہ رکھا ہوا ہے اور ابھی تک فاکہ رکھتے آئے ہیں"۔

کیا اسی جیسا حال ہم اپنے اردگرد مشاہدہ نہیں کرتے؟ کتنے ہی مسلمان ایسے ہیں جو فاکہ رکھنے کو روزہ سمجھتے ہیں۔ شارع مقدس نے روزے کے جو احکام بیان کئے ہیں اس میں ظاہری طور پر نو چیزیں ایسی ہیں جن سے پرہیز کر کے روزہ دار کا روزہ، روزہ کہلاتا ہے، جبکہ باطنی طور پر بھی ایسی کئی چیزیں ہیں جن کا ارتکاب کر کے روزہ فناہ کے گھاٹ اتر جاتا ہے، مثلاً کسی کی غیبت کرنا، چاہے ماہ مبارک رمضان ہو یا نہ ہو، گناہ ہے، اگرچہ مبطلات روزہ میں 'غیبت' شامل نہیں ہے، تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ روزے دار اگر کسی کی غیبت کرے تب بھی اس کا روزہ صحیح ہے؟ اس کا جواب ہمیں اس واقعہ سے ملتا ہے کہ ایک دن ایک عورت کسی کام سے حضور (ص) کی خدمت بے حاضر ہوئی جو کوتاہ قد رکھتی تھی، حضور (ص) کے پاس بیٹھی ایک روزہ دار عورت (جو غالباً ان کی ازواج میں سے تھی) نے حضور (ص) سے اس عورت سے متعلق اشارہ کیا جس کا مطلب تھا کہ یہ عورت پست قد والی ہے، حضور ﷺ نے انہیں فرمایا تمہارا روزہ ختم ہوا اس لئے کہ تم نے ابھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھایا۔ اس سے پتہ چلا کہ غیبت سے بھی روزہ ختم ہوجاتا ہے اور فقط کھانا پینا چھوڑنا روزہ کا نام نہیں ہے۔

سحری سے متعلق بھی بہت سارے لوگ غلط فہمی کے شکار ہیں، کتنے ہی گھرانے یا افراد ایسے ہیں جو اگر سحری کے وقت اٹھ نہیں پائے تو اس دن کا روزہ نہیں رکھتے اور یہ بہانہ پیش کرتے ہیں کہ آج تو سحری کے وقت بیدار ہی نہیں ہوئے تو روزہ کیسے رکھتے؟ ایسے لوگوں کو جان لینا چاہئے کہ سحری اگر چھوٹ جائے تو روزہ تب بھی بہر حال واجب ہے، نہیں رکھا تو قضا کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی ادا کرنا پڑے گا۔ سحری کھانا کوئی واجب امور میں سے نہیں ہے بلکہ مستحب ہے، اگر چھوٹ بھی جائے تب بھی کوئی حرج نہیں، بغیر سحری کے ایک دن روزہ رکھنے سے انسان مر نہیں جائے گا۔

وہ لوگ جو دن میں تمام محرمات سے اجتناب کرتے ہیں چونکہ روزے کی حالت میں ہوتے ہیں لیکن جونہی افطار کرتے ہیں جیسے کسی قید سے چھوٹ جاتے ہیں اور پھر ایسے کام انجام دیتے ہیں جو ناٹز ہوتے ہیں، ایسے لوگ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کریں کہ دن بھر روزہ رکھ کر جو تقوی اور جو نورانیت حاصل ہو چکی تھی وہ برباد ہوجاتی ہے، فاکہ کشی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں لگتا۔ چنانچہ معصومؑ کا قول ہے کہ جو شخص کان، آنکھ، زبان اور دوسرے جوارح کو گناہوں سے محفوظ نہیں رکھتا اس کا روزہ کسی کام کا نہیں ہوگا (بحار الانوار ج ۹۳ ص ۲۹۵)۔ روزہ رکھنے کا سب سے اہم مقصد جو قرآن نے بیان کیا ہے، تقویٰ ہے، جو گناہوں سے دوری کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے، تیس دن روزہ اس لئے بھی رکھنا ہے تاکہ گناہوں سے بچنے کی مشق ہو، جو شخص گناہوں میں اتنا ڈوب چکا ہو اور گناہوں سے اجتناب اس کیلئے بہت مشکل ہو تو اس کی یہ مشکل بھی ماہ رمضان المبارک کے پر برکت مہینے میں روزہ رکھ کر دور ہوسکتی ہے کیونکہ جب ایک عمل بار بار ہرایا جائے تو انسان کا نظام طبع وہی طرز و روش اختیار کرلیتا ہے۔ کیا فایدہ ایسے روزہ کا اور کون سا تقویٰ حاصل ہوسکتا ہے ایسے روزہ سے جس میں صرف دن کو گناہوں سے اجتناب کیا جائے اور افطار کے بعد پھر سے خود کو گناہوں سے آلودہ کیا جائے؟ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی پانی کے ٹینک میں دن بھر پانی بھرتا رہے اور پھر رات کے وقت اس میں سوراخ کردے، نتیجتاً دن بھر کی محنت اس سوراخ کے ذریعہ سے نیست و نابود ہوگئی۔

لہذا ضرورت ہے ہم روزہ کے حقیقی فلسفہ کو سمجھیں اور اپنی محنت کو رائیگان ہونے سے بچائیں تاکہ آخرت کے لئے زادِ راہ جمع ہونے کے ساتھ ساتھ ہم اس مقصد میں کامیاب ہوجائیں جو خداوندِ متعال ہم سے چاہتا ہے۔ اللہ ہمیں حقیقی روزے دار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

رابطہ myabbas009@gmail.com

انقلاب امام خمینیؒ ایک درسگاہ

ایڈوکیٹ عاشق علی فردوس
چھومیکچن سانکو کرگل لداخ

امام خمینیؒ کی اخلاص سے بھرپور جدوجہد اور کامیابی تاریخ اسلام وانسانی کا ایک سنہرا باب ہے، جن کی بابصیرت قیادت میں کامیاب ہونے والا انقلاب غور وخوض کرنے والوں کے لئے بہت سارے حقائق تک رسائی حاصل کرنے کو ممکن بنا دیتا ہے۔
انقلاب اسلامی کی کامیابی نے دنیا کے کمزور طبقوں کی مایوسی کی تاریکی سے بھری دنیا میں امید کا چراغ روشن کیا، استکبار نے دنیا میں مسلمانوں کی تحقیر کرنے کو اپنا فرض بنا رکھا تھا، اسلام کو ایک ناتوان، فرسودہ وترقی کے مخالف دین کے طور پر پیش کرنے کی کوششیں کرتا تھا اور دنیا والوں کے ذہنوں میں اس بات کو راسخ کیا گیا تھا کہ امریکہ کی طاقت سب سے بڑی طاقت ہے، علم، ترقی، خوشحالی، امن اور سکون کے حصول کا واحد سرچشمہ امریکہ ہے، اگر مسلمان خوشحال زندگی کے متلاشی ہیں، تو لامحالہ مسلمانوں کو امریکہ کی غلامی قبول کرنی پڑے گی، سپر طاقت کو اپنے سر کا تاج بنانا پڑے گا، اور اس کے بنائے ہوئے تمام قوانین پر عمل کرنا پڑیں گے، بصورت دیگر مسلمانوں کو نہ علم کا حصول ممکن ہے اور نہ ہی خوشحال زندگی میسر ہوگی، یوں مسلمانوں کو جگہ جگہ امریکہ اپنی غلامی میں زندگی گزارنے پر مجبور کر رکھا تھا۔ تمام مسلم ممالک امریکہ کے زیر نگین تھے، اس نے جگہ جگہ ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو'' کی پالیسی پر عمل کیا، مسلمانوں میں تفرقہ ڈالا، مسلمانوں کے اتحاد پر کاری ضرب لگائی، انہیں عرب وعجم میں فرقوں اور عقیدوں میں تقسیم کیا اور اپنے من پسند حکمرانوں کو اسلامی مملکتوں پر مسلط کر کے مسلمانوں کی جان، مال اور آبرو سے کھیلتا رہا۔

اچانک ایران کی سرزمین پر امام خمینیؒ کا انقلاب نور بن کر ظاہر ہوا، جس نے نہ صرف ایرانیوں کو ظلم اور ستم کی ظلمت سے باہر نکالا بلکہ یہ نور منجر ہوا اور تمام عالم اسلام کو منور کر دیا یعنی انقلاب اسلامی حقیقت میں انفجار نور تھا۔ امام خمینیؒ کا انقلاب اگرچہ ایران کی سرزمین پر ظاہر ہوا مگر اس انقلاب کے اثرات اور برکات ہرگز ایران تک محدود نہیں رہے، بلکہ عالم شرق وغرب کے مسلمانوں کو بھی اس کے اثرات برکات اور فوائد نے سعید اور خوشبخت کیا۔ ایران میں انقلاب کی کامیابی کے کچھ مدت بعد عالم اسلام میں انقلاب کے ثمرات آہستہ آہستہ پھیلنے لگے، اسلامی ممالک میں بیداری آئی، عالم اسلام کے مستضعفین وظالموں کے ظلم کی چکی میں پسے ہوئے کمزور مایوس طبقوں کو امید کی کرن نظر آنے لگے، انہیں حقیقی آزادی دیکھنے کا موقع ملا۔ امام خمینیؒ کے انقلاب کا سب سے بڑا اثر یہ ہوا کہ استعمار اور عالم طاغوت پر اسلام کی طاقت نمایاں ہوگئی، انہیں مسلمانوں کے ایمان کا اندازہ ہوا، ان کے غرور اور تکبر کا سر نیچے ہوگیا۔

انقلاب کی کامیابی سے پہلے ایران کے اندر انسانیت سسکیاں لے رہی تھی، انسانی حقوق پامال تھے، ایرانی عوام مستضعفین کی صورت میں سہمے ہوئے تھے، امریکہ نے ایران کو اپنی سب سے بڑی سیاسی آماجگاہ، استحصال کا مرکز اور جاسوسی نیٹ ورک کا گروندہ بنا رکھا تھا، اس کی نگاہ میں رضا شاہ پہلوی ایک قابل رشک، ہردلعزیز اور ناقابل شکست دائمی حکمران تھا۔ انقلاب ایران سے چند ماہ قبل امریکی صدر جمی کارٹر ایران آکر اعلان کرتا ہے کہ امریکہ ایران کے ساتھ ہے اور رضا شاہ کی حکومت کو ہر حال میں سہارا دیا جائے گا، مگر ایران کی غیور قوم نے امام راحل کی بابصیرت قیادت میں مقاومت کا راستہ انتخاب کیا، انقلاب کی راہ میں جانوں کا نذرانہ پیش کیا، قید وبند کی صعوبتیں برداشت کی اور چند ماہ بعد بالآخر نصرت الٰہی اور جہد مسلسل کے نتیجے میں انقلاب کو کامیابی سے ہمکنار کرایا اور شاہ ایران کی سطوت وتمکنت کا چراغ ہمیشہ کے لئے گل کر دیا، رضا شاہ کو اپنے ملک سے بھگایا، مگر شاہ کو سر چھپانے کی جگہ دستیاب نہ تھی، حتیٰ کہ اس کے آقا امریکہ نے بھی اس سے منہ موڑ لیا اور اسے پناہ دینے کے لئے آمادہ نہ ہوا۔

انقلاب ایران دنیا کے عظیم ترین انقلابوں میں سرفہرست شمار ہوتا ہے، اس انقلاب نے پوری دنیا میں ایک تہلکہ وہل چل مچادی ہے، یہ صحیح معنوں میں ایک اسلامی وعوامی انقلاب ہے، جس کی راہنمائی دانشوروں نے کی اس عظیم جدوجہد کی صف اول میں مسلمان دینی طبقے، طلباء، مزدور، عام چھوٹے ملازم، کسان اور کاریگر وغیرہ تھے۔ ان کی قیادت زمانے کی نبض پر ہاتھ رکھنے والے عظیم جامع الشرائط فقیہ امام خمینیؒ کر رہے تھے۔ یہ طے ہے کہ امام خمینیؒ کی بے مثال اور لازوال جدوجہد اور جذبہ ایمانی کے بغیر یہ انقلاب کبھی پایہ تکمیل تک نہ پہنچتا، شاہ ایران نے اپنی شکست کو اپنے سامنے دیکھنے کے بعد امام خمینیؒ سے ہر قسم کا سمجھوتہ کرنے کی کوشش کی، اپنے بڑے بڑے عہدیداروں کو ان کے پاس بھیجا، مگر سب کو امام کا ایک ہی جواب تھا ''ملوکیت کا خاتمہ''، ''ایرانی عوام کی حکمرانی''۔ ''اسلامی تصور حیات اور انقلاب''

وہ مسلم سائنس داں جن کا نام کمپیوٹر سائنس میں آج تک زندہ ہے

آٹھویں جماعت تک تعلیم حاصل کرنے والا ہر شخص ''الجبرا'' سے ضرور واقف ہوتا ہے اور ریاضی کا یہ مضمون جدید سائنس کے تقریباً ہر شعبے میں انتہائی مفید ثابت ہو رہا ہے۔ دوسری جانب کمپیوٹر سائنس کا ہر طالب علم اور ہر سافٹ ویئر انجینئر ''الگورتھم'' کے بارے میں ضرور جانتا ہے۔ ان دونوں چیزوں کا تعلق ''محمد بن موسیٰ الخوارزمی'' سے ہے جو آٹھویں اور نویں صدی عیسوی کے مشہور مسلم ریاضی داں گزرے ہیں۔ محمد بن موسیٰ الخوارزمی کا مختصر تعارف یہ ہے کہ وہ لگ بھگ 780 عیسوی میں فارس کے علاقے ''خوارزم'' میں پیدا ہوئے جو موجودہ ازبکستان میں واقع ہے اور ''خیوہ'' کہلاتا ہے۔ ریاضی کے مختلف شعبہ جات میں مہارت حاصل کرنے کے بعد وہ بغداد چلے آئے اور خلافتِ عباسیہ کے تحت قائم ''بیت الحکمت'' سے بطور عالم (اسکالر) وابستہ ہو گئے اور 850 عیسوی میں اپنی وفات تک یہیں مقیم رہے۔ بیت الحکمت میں رہتے ہوئے الخوارزمی نے ہندوستانیوں کے ایجاد کردہ ''اعشاری نظام'' (decimal system) اور اس میں شامل ''صفر'' (Zero) کو عملی مثالوں کے ذریعے عام فہم بنا کر پیش کیا؛ اور اسی کام کی بدولت آج ہم جمع، نفی، ضرب اور تقسیم جیسے حسابی عوامل کو زبردست سہولت کے ساتھ انجام دے سکتے ہیں۔ لیکن محمد بن موسیٰ الخوارزمی کا عظیم ترین کارنامہ ان کی تصنیف ''کتاب المختصر فی حساب الجبر والمقابلہ'' ہے جسے ''الجبرا'' پر دنیا کی سب سے پہلی کتاب قرار دیا جاتا ہے جس میں انہوں نے تفصیل سے یہ بتایا کہ الجبرا کی مدد سے روزمرہ حسابی مسائل کیسے حل کیے جاسکتے ہیں اور نامعلوم مقداریں کیسے معلوم کی جاسکتی ہیں۔ آپ کو یہ جان کر شاید حیرت ہو کہ آج سے 1200 سال پہلے لکھی گئی اس کتاب میں الجبرا کے جو بنیادی اصول اور قواعد بیان کیے گئے ہیں، وہ آج تک بالکل اسی طرح استعمال ہو رہے ہیں جیسے الخوارزمی نے پیش کیے تھے۔ ''کتاب المختصر فی حساب الجبر والمقابلہ'' اس قدر مقبول کتاب تھی کہ یہ مسلم عہدِ زریں میں ریاضی کی اہم ترین نصابی کتاب رہی۔ بعد ازاں لاطینی اور دوسری متعدد یورپی زبانوں میں اس کتاب کے تراجم ہوئے اور یوں یہ آئندہ کئی صدیوں تک یورپی ممالک کی اعلیٰ تعلیمی درسگاہوں (یونیورسٹیز) میں بھی جدید ریاضی کی کلیدی کتاب کے طور پر پڑھائی جاتی رہی۔ یورپی زبانوں میں ترجمے کے دوران ہی اس نئے ریاضیاتی مضمون کا عربی عنوان مختصر کر کے ''الجبرا'' کر دیا گیا جو آج تک چلا آرہا ہے۔ علاوہ ازیں لاطینی میں الخوارزم کا نام ''الگورتھم'' (Algorithm) کر دیا گیا اور یہ مسلمان ریاضی دان اسی نام سے مغرب میں مشہور ہوا۔ بیسویں صدی عیسوی میں جب کمپیوٹر ایجاد ہوا تو اس شعبے کے ماہرین نے کمپیوٹر پروگرام یا سافٹ ویئر لکھنے کا منظم طریقہ وضع کیا جسے محمد بن موسیٰ الخوارزمی کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ''الگورتھم'' کہا جانے لگا۔ واضح رہے کہ ''الگورتھم'' کا تعلق کسی کمپیوٹر پروگرامنگ لینگویج سے نہیں ہوتا بلکہ یہ کسی مخصوص کام کو انجام دینے والے قواعد وضوابط کا منظم اور ترتیب وار مجموعہ ہوتا ہے جسے سامنے رکھتے ہوئے کوئی کمپیوٹر پروگرام (یعنی سافٹ ویئر) لکھا جاتا ہے۔ کمپیوٹر سائنس کے علاوہ طب (میڈیسن) کے شعبے میں بھی امراض کی تشخیص سے لے کر علاج معالجے تک کے منظم اور ترتیب وار طریقہ کار کو بھی ''الگورتھم'' ہی کہا جاتا ہے۔ اس طرح محمد بن موسیٰ الخوارزمی کا نام جدید سائنس میں آج تک زندہ ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آج کا مسلمان خود کو عمومی طور پر ''ذہین صارف'' سے آگے نہیں بڑھا پایا ہے اور اپنے بزرگوں کے کارنامے پڑھ کر فخر ضرور کرتا ہے لیکن ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش نہیں کرتا۔

ماہ رمضان حصول نیکی و تقویٰ کا بہترین ذریعہ: میرواعظ

سرینگر/حریت کانفرنس (ع) کے چیرمین اور متحدہ مجلس علماء جموں کشمیر کے امیر میرواعظ محمد عمر فاروق نے ماہ رمضان المبارک کو اہل اسلام کے لئے حصول نیکی و تقویٰ کا بہترین ذریعہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ مہینہ جہاں اللہ کے تقرب اور اپنے گناہوں سے توبہ اور نیکی اختیار کرنے کا درس دیتا ہے وہیں یہ مہینہ بندگان خدا کے ساتھ نیکی صلہ رحمی اور ہمدردی اور غمگساری کی تعلیم دیتا ہے۔ رمضان المبارک کے عشرہ رحمت کے آخری دن آستان عالیہ حضرت خواجہ نقشبند صاحبؒ خواجہ بازار میں نماز عصر سے قبل ایک بھاری دینی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے میرواعظ نے کہا کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی ان کے جائز حقوق عطا کئے ہیں اور یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ عورتوں کے حقوق سے متعلق اسلام کی تاکیدی احکامات کے باوجود آج کے معاشرے میں عورت کو اس کے حقوق خصوصاً حق وراثت سے محروم کیا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ عورتوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے حقوق کے حصول کے حوالے سے آواز بلند کریں اور اسلام نے جو حقوق ایک عورت کو دئے ہیں ان کی ادائیگی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ میرواعظ نے ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے یوم وفات کی مناسبت سے عالم اسلام کے اس اولین محسنہ اور برگزیدہ خاتون کو ان کی دین اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ کے تئیں ایثار وقربانی، فداکاری و جانثاری کے لافانی جذبہ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس عظیم خاتون نے، پیغمبر اسلام آنحضرت ﷺ اور تحریک اسلام کے تئیں اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اللہ کی راہ میں نچھاور کر کے تاریخ اسلام میں ایک درخشاں باب رقم کیا ہے۔

یہ پٹاخے بازی ایرانی قوم کے ارادوں پر اثر انداز نہیں ہو سکتی

اگر اسلامی جمہوریہ ایران فتنوں کے اصلی مرکز کے خلاف قیام نہیں کرتا تو ہم اب تک اس حوالے سے ملک کے اندر بے پناہ مسائل کا شکار ہو چکے ہوتے: امام خامنہ ای

تہران/ امام خامنہ ای نے فرمایا کہ اگر اسلامی جمہوریہ ایران فتنوں کے اصلی مرکز کے خلاف قیام نہیں کرتا تو ہم اب تک اس حوالے سے ملک کے اندر بے پناہ مسائل کا شکار ہو چکے ہوتے۔ رہبر انقلاب اسلامی نے ایرانی پارلیمنٹ اور حضرت امام خمینی (رہ) کے حرم مبارک پر دہشت گردوں کے بزدلانہ اور ناکام حملے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: دہشت گردوں کے پٹاخوں سے ایرانی قوم کے پختہ اور فولادی ارادوں پر کوئی اثر نہیں پڑیگا۔ اس قسم کے واقعات سے ایرانی قوم اور ایرانی حکام کے عزم مصمم میں کوئی خلل واقع نہیں ہوگا۔ انہوں نے تاکید کی کہ ایرانی قوم اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے اور روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ امام خامنہ ای نے فرمایا کہ یہ بات سب جان لیں کہ یہ لوگ اس سے کہیں زیادہ پست تر ہیں کہ ایران قوم اور اس ملک کے عہدیداروں کے ارادوں پر اثر انداز ہو سکیں، البتہ خود یہ واقعات اس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ اگر اسلامی جمہوریہ ایران فتنوں کے اصلی مرکز کے خلاف قیام نہیں کرتا، ہم اب تک اس حوالے سے ملک کے اندر بہت زیادہ مسائل کا شکار ہو چکے ہوتے۔ انشاء اللہ انکا جڑ سے خاتمہ ہو جائے گا۔ آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے ایران میں اسلامی نظام کے برسر اقتدار آنے کے بعد ملک کی علمی پیشرفت اور ترقی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اسلامی نظام نے ایرانی قوم کو خود اعتمادی، استقلال آزادی، استقامت اور پائداری کا جذبہ عطا کیا اور آج ایرانی قوم اسلامی نظام کی بدولت سیاسی، اقتصادی اور فوجی میدانوں میں اپنے پاؤں پر کھڑی ہے اور دشمن کی تمام سازشوں کو ہمت اور جرائت کے ساتھ ناکام بنا رہی ہے لہذا ایران کے مؤمن، غیور اور بہادر جوانوں کو ملک کی اس علمی پیشرفت اور ترقی کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ رہبر انقلاب اسلامی نے اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ آزادی ایک اہم مسئلہ ہے، 2030 ایجنڈے کو اسی طرح کا مسئلہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ بعض افراد کہہ رہے ہیں کہ ہم نے تحفظ دیا ہے یا ہم نے کہا ہے کہ فلاں چیز ناقابل قبول ہے، نہیں بحث اس چیز کے بارے میں نہیں ہے، فرض کریں کہ اس ایجنڈے میں کوئی بھی شق واضح طور پر اسلام کے خلاف نہ بھی ہو، حالانکہ اس میں ایسی شقیں ہیں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا تعلیمی نظام ملک سے باہر نہیں بنایا جانا چاہئے۔ حضرت آیت اللہ خامنہ ای نے مزید فرمایا کہ وہ اس خیال میں مبتلا ہیں کہ ہم تک صحیح تحقیقات نہیں پہنچیں، نہیں ایسا نہیں ہے ہماری تحقیقات درست ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ مثلا یہ اسلام کے خلاف نہیں ہے، یہ ہو یا نہ ہو، یہ ایران ہے، یہ اسلامی جمہوریہ ہے۔ ہمارے تعلیمی نظام کو یونیسکو میں بیٹھ کر چار افراد وضع کریں؟ کیوں؟ یہ وہی استقلال و آزادی کا مسئلہ ہے۔

تہران دہشتگردانہ حملہ ٹرانپ کے سعودی دورے کا نتیجہ

ایران کے اہلسنت عالم دین و ماموستا راستی کی شدید مذمت

تہران/ سنندج کے موقت امام جمعہ ماموستا راستی نے کہا ہے کہ ایران کا امن و سکون دہشت گردوں کی پٹاخہ بازی سے متاثر نہیں ہوگا۔ "ولایت ٹائمز" نے نقل کیا ہے کہ خبر رساں ادارے تسنیم کے مطابق سنندج کے موقت امام جمعہ نے کہا ہے کہ تہران میں دہشت گردوں کے حملے جمہوری اسلامی ایران کی مضبوط اور مستحکم امنیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ایران کی امن و سلامتی ان پٹاخہ بازیوں سے متاثر نہیں ہوگی۔ سنندج کے امام جمعہ نے خبر رساں ادارے تسنیم سے بات کرتے ہوئے اس حادثہ میں جان گنوانے والے افراد کے اہل خانہ کو تعزیت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم ان دہشت گردانہ حملوں کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی اور اس حملے کی جڑیں سعودی عرب میں ہے اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ حملہ ٹرمپ کے سعودی دورے کا نتیجہ ہے۔ دہشت گرد جانتے ہیں کہ ایران میں مکمل امن و امان ہے اور وہ اس پر امن فضا کو بگاڑنا چاہتے ہیں۔ امریکہ، غاصب صیہونی اور سعودی عرب نے ان کو یہ ذمہ داری سونپی ہے۔ اسلامی جمہوری ایران کے شہریوں کا فرض ہے کہ وہ ان حملوں کے نتیجہ میں صبر و استقامت کا دامن نہ چھوڑیں جیسا کہ رہبر انقلاب نے بھی فرمایا کہ اس آتش بازی سے ایران کی امنیت اور سکون کو نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا۔ یہ دہشت گردانہ حملے ملک کی سالمیت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے کیوں کہ ایران کی باہوش عوام اور ہماری فورسز نے دشمن کی سازش کو کامیابی سے ناکارہ بنا دیا ہے۔

دہشت گردانہ حملے ایرانی قوم کے عقائد میں ذرہ برابر تبدیلی بھی نہیں لا سکتے: ایران عالم مولوی محمد علی شہنوازی

تہران/ ایران کیا یک ممتاز اہلسنت عالم دین نے اس بیان کیساتھ کہ دہشتگرد آل سعود اور اسرائیل کی دولت کے نشیمیں چور ہو کر یہ جرائم انجام دیتے ہیں کہا ہے کہ دہشت گردوں اور ان کے استکباری آقا جان لیں کہ اس طرح کے بزدلانہ حملے ایران کی دور اندیش قوم کے عقائد میں ذرہ برابر تبدیلی بھی نہیں لا سکتے۔ شہر خاش میں تسنیم نیوز ایجنسی سے گفتگو کرتے ہوئے اہل سنت کے امام جمعہ مولوی محمد علی شہنوازی نے امام خمینی کے مرقد اور اسلامی جمہوریہ ایران کی قومی اسمبلی پر ہونے والے دہشت گردانہ حملوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردوں اور ان کے عالمی استکبار کے پرچمدار آقا و مالک جان لیں کہ اس طرح کے مذموم حملے ایران کی دور اندیش قوم کے عقائد و اعتقادات میں ذرہ برابر تبدیلی بھی نہیں لا سکتے۔ ایران خطے اور عالمی سطح پر طاقتور اور اثر و رسوخ رکھنے والا ملک ہے اور ایسے بزدلانہ حملے ایران کی فولادی اور غیرت مند قوم پر ذرہ برابر بھی منفی اثر نہیں ڈال سکتے۔

حرم امام خمینیؒ اور پارلیمنٹ ہاؤس پر حملہ دین و انسانیت کے منافی

ایران کے سرکردہ اہلسنت علمائے کرام کی مذمت

تہران/ دہشت گردوں نے ماہ مبارک رمضان میں انتہائی گھناؤنے اور انسانیت سوز جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ ایران کے سرکردہ اہلسنت علمائے تہران میں امام خمینی (رح) کے حرم اور پارلیمنٹ ہاؤس پر داعش کے وحشیانہ حملوں کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے ان حملوں کو دین اور انسانیت کے منافی قرار دیا ہے۔ سرکردہ عالم دین اور مکی مسجد زاہدان کے پیش نماز مولوی عبد الحمید اسماعیل زہی نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں دہشت گردی کے اس واقعے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردوں نے ماہ مبارک رمضان میں انتہائی گھناؤنے اور انسانیت سوز جرم کا ارتکاب کیا ہے اور بے گناہ روزہ داروں کو نشانہ بنا کر شہید کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گرد انسانیت اور دین کے دشمن ہیں۔ ایران کے صوبہ گلستان کے سرکردہ اہلسنت عالم دین آخوند عبد الرازق رہبر نے بارہ رمضان کو پیش آنے والے دہشت گردانہ حملوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اسلام رحمت اور محبت کا دین ہے اور تشدد اور دہشت گردی سے منع کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام میں تشدد اور دہشت گردی کی کوئی جگہ نہیں اور داعش کا بھی اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک اور سنی عالم دین آخوند بائرام سلاق نے کہا کہ جو لوگ اہلسنت کے نام پر شیعہ کشی کر رہے ہیں ان کی سزا بہت سنگین ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے عقیدے کے مطابق انہیں دنیا اور آخرت دونوں میں بھاری سزا بھگتنا پڑے گی۔ انہوں نے کہا کہ ایک اہلسنت عالم دین اور امام جماعت اور مذہبی رہنما کی حیثیت سے میں قتل و غارت گری اور شیعہ کشی کی مذمت کرتا ہوں اور اس کے محرکین کی بھی مذمت کرتا ہوں۔ ایران کے شہر مہاباد کے اہلسنت عالم دین اور امام جمعہ موسوستا اسماعیلی نے تہران میں امام خمینی کے حرم اور پارلیمنٹ پر حملے کی مذمت کرتے ہوئے داعش اور داعش کے حامیوں کو صیہونی ایجنٹ قرار دیا۔ انہوں نے کہا میں داعش اور داعش صفت عناصر کے اقدامات کی سختی کے ساتھ مذمت کرتا ہوں۔ صوبہ کردستان کے ایک اور اہلسنت عالم دین ماموستا نادری نے تہران کے واقعات کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ داعش کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور میں اس گروہ کے تمام اقدامات اور اس کی دہشت گردی کی مذمت کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہمیں داعش کے فتنے سے پوری طرح ہوشیار رہنا چاہیے کیونکہ اس گروہ نے اپنے پرچم پر کلمہ طیبہ تحریر کر رکھا ہے تاکہ مسلمانوں کو دھوکہ دیا جائے، ان کا اسلام اور دین سے کوئی تعلق نہیں ہے ان کا کہنا تھا کہ داعش گروہ اسلام اور انسانیت کا دشمن ہے۔

اسلامی ممالک کی بربادی اور مسلمانوں کا قتل عام اب سعودی حکمرانوں کی سرکاری پالیسی کا حصہ

ایران پر ہوئے حملے کی مذمت، ماہ رمضان المبارک میں بھی تشدد اور ظلم جاری: مولانا غلام رسول حامی

سرینگر/عیش پسند سعودی حکمرانوں اور صیہونی طاقتوں کا اتحاد اس بات کی واضع عکاسی ہے کہ دنیا کے بیشتر اسلامی ممالک کی بربادی اور مسلمانوں کا قتل عام اب ان کے سرکاری پالیسی کا حصہ بن چکا ہے جس کو عملی طور اپنانے کے لئے اب نام نہاد عرب حکمران آپس ہی میں مخاصمت کے شکار ہو چکے ہیں۔ دنیا اسلام کا 75% حصہ اب اسلام دشمن طاقتوں کے لئے تجربہ گاہ بن چکا ہے۔ صیہونی جیلوں میں نظر بند عافیہ صدیقی کی طرح ہزاروں بے گناہ مسلمانوں سے دنیا کفر کے اسیر خانے اب بھر چکے ہیں اور دنیا کے اکثر اسلامی ممالک دفاع مسلمانان عالم کے بجائے اپنے ہی لوگوں پر ظلم و جبر ڈھا کر صیہونی اور سامراجی طاقتوں کی خوشنودی حاصل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے ہیں۔ ان باتوں کا اظہار امیر کاروان اسلامی پیر طریقت مولانا غلام رسول حامی نے جمعتہ المبارک کے موقعے پر ایک بھاری عوامی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے ایران پر ہوئے حملے کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ حملہ انتہائی مذموم اور بزدلانہ حرکت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ریاست میں جاری کشت و خون کی لہر اتنی سنگین ہو چکی ہے کہ اب یہاں زندہ رہنا محال ہو چکا ہے۔ انسانی آزادی کو صلب کرنا اور تمام تر ظالمانہ حربوں کے خاتمے کے لئے اللہ ورسول ﷺ کے دروازے کی طرف رجوع کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اتحاد کے نام پر اتحاد کا پارہ پارہ کرنے والے لوگوں کے حربوں سے مسلمانان عالم کو اس وقت باخبر رہنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ دوبارہ اتحاد کا ڈنڈھورہ پیٹنے والے لوگ انتشاری عمل کو نہ دھرا سکیں۔ ماہ رمضان المبارک میں بھی سرحدوں سے لیکر ریاست کے ہر حصہ اور تمام مسلمانان عالم پر مسائل، تکالیف اور تشدد کا نہ تھمنے والا سلسلہ جاری ہے جس کی روک تھام کے لئے اس ملت کے ہر فرد کو سنجیدہ ہونے کی ضرورت ہے۔

قطر کیساتھ قطع تعلق، امریکی نمک خوار بے نقاب ہونگے؟

ابو فجر لاہوری

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے دورہ سعودی عرب کے "اثرات" سامنے ا؟نا شروع ہوگئے ہیں اور مسلم اُمہ کی تقسیم کے سلسلے کا ا؟غاز ہوگیا ہے۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، مصر، بحرین، لیبیا اور یمن نے قطر کیساتھ تعلقات منقطع کر دیے ہیں۔ یہ تعلقات یک طرفہ طور پر منقطع کیے گئے ہیں اور اس حوالے سے قطر کو اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع بھی فراہم نہیں کیا گیا۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ قطع تعلقی کسی خاص ایجنڈے کے تحت کی گئی ہے۔ قطر پر الزام یہ عائد کیا گیا ہے کہ وہ خطے کو غیر مستحکم کرنے میں مصروف ہے۔ ان "فرینڈز ا؟ف یو ایس اے" کا کہنا ہے کہ قطر اخوان المسلمون کے علاوہ داعش اور دیگر شدت پسند تنظیموں کی حمایت کرتا ہے۔ اس قطع تعلقی پر سب سے پہلے جس ملک کا بیان ا؟یا وہ امریکہ ہی ہے، جس کے وزیر خارجہ نے "فرمایا" کہ عرب ممالک اپنے تنازعات بات چیت کے ذریعے حل کریں" اس بیان سے لگتا ہے کہ یہ پہلے سے تیار شدہ پڑا تھا، بس موقع کا انتظار تھا، جیسے ہی سعودی عرب کی جانب سے اعلان کیا گیا، امریکی محکمہ خارجہ نے فوراً بیان داغ دیا۔

اس بیان کا دوسرا مطلب یہ بھی نکلتا ہے کہ ہمارا (امریکہ کا) پہلا وار کامیاب ہوگیا ہے۔ قطر وہ عرب ملک ہے، جس کی ا؟بادی 27 لاکھ ہے، رقبہ 11 ہزار 437 مربع کلومیٹر ہے جبکہ یہ اقوام متحدہ کا رکن ملک بھی ہے۔ الجزیرہ ٹی وی نے قطر کی وزارتِ خارجہ کے حوالے سے کہا ہے کہ سفارتی تعلقات توڑنے کے اقدامات بلا جواز ہیں اور ایسے دعوؤں اور الزامات کی بنیاد پر کئے گئے ہیں جو حقائق پر مبنی نہیں۔ بیان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ فیصلے قطری عوام اور ملک میں مقیم دیگر افراد کی زندگیوں پر اثرانداز نہیں ہونگے۔ سفارتی تعلقات منقطع کرنے کے اعلانات مذکورہ ممالک کی جانب سے قطری نیوز ویب سائٹس بلاک کیے جانے کے واقعے کے 2 ہفتے بعد کیے گئے ہیں۔ یہ ویب سائٹس قطری امیر تمیم بن حمد الثانی کے ان بیانات کی آن لائن اشاعت کے بعد بلاک کی گئی تھیں، جن میں وہ سعودی عرب پر کڑی تنقید کرتے دکھائی دیے تھے۔

سفارتی تعلقات منقطع کیے جانے کے بعد جہاں سعودی، اماراتی اور بحرینی شہریوں کو قطر کا سفر کرنے سے روکا گیا ہے، وہیں سعودی حکومت نے وہاں مقیم اپنے شہریوں کو واپسی کیلئے 2 ہفتے کی مہلت دی ہے۔ اسی طرح 14 دنوں میں سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور بحرین میں مقیم قطری شہریوں کو بھی اپنے وطن واپس جانا ہوگا۔ اگر مصر کی جانب سے بھی ایسی پابندی لگادی جاتی ہے تو اس کا اثر زیادہ ہوگا۔ ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق ایک لاکھ 80 ہزار مصری شہری قطر میں مقیم ہیں اور ان میں سے اکثریت انجینئرنگ، طب اور قانون کے علاوہ تعمیرات کے شعبوں سے ہی وابستہ ہے۔ اس بڑی تعداد میں کارکنوں اور ملازمین کا چلے جانا قطر میں کام کرنیوالی مقامی اور بین الاقوامی کمپنیوں کیلئے ایک دردسر ثابت ہوسکتا ہے۔

اس صورتحال میں پاکستان نے سمجھداری کا مظاہرہ کیا ہے اور غیر جانبدار ہے۔ پاکستان کے قطر کیساتھ بھی اچھے تعلقات ہیں اور دونوں حکمران خاندانوں میں روابط ہیں جبکہ ا؟ج کل سعودی عرب پاکستان کے بھرپور تعاون کے باوجود امریکی شہ پر پاکستان سے نالاں ہے۔ اس کے باوجود پاکستان نے اس معاملے میں غیر جانبدار رہنے کا اعلان کیا ہے۔ دلچسپ صورتحال یہ ہے کہ اس قطع تعلقی پر جہاں 6 ممالک نے قطر کو چھوڑ دیا ہے، وہاں پوری دنیا کے مسلمان قطر کیساتھ کھڑے ہیں۔ اس حوالے سے سوشل میڈیا پر اس قطع تعلقی کو امریکی ایجنڈا ہی قرار دیا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ امریکی ایماء پر قطر سے تعلقات ختم کیے گئے ہیں اور ہر طرف سے یہ صدائیں اٹھ رہی ہیں کہ "وی ا؟ر سٹینڈ ود قطر" اب دیکھنا یہ ہے کہ قطر کو اس قطع تعلقی کا نقصان ہوتا ہے یا امریکی نمک خوار بے نقاب ہوتے ہیں۔

(ولایت ٹائمز ڈاٹ خام)

محاصرہ ظلم ہے قطر کا ہو یا یمن کا۔۔۔

تحریر: سید اسد عباس

5 جون 2017ء کو سعودیہ، امارات، بحرین اور مصر نے خلیجی ریاست قطر کے ساتھ اپنے سفارتی و اقتصادی تعلقات منقطع کر لئے، اسی روز ان ممالک نے قطر کے ساتھ زمینی، فضائی اور سمندری رابطے بھی ختم کر دیئے۔ ان ممالک میں رہنے والے قطری شہریوں کو چودہ دنوں کی مہلت دی گئی کہ وہ اپنے وطن لوٹ جائیں۔ یمن جنگ میں قطری تعاون کو بھی ٹھکرا دیا گیا۔ ان اقدامات کے سبب قطر میں خوراک، تعمیراتی سامان اور افرادی قوت کے بحران کی سی کیفیت ہے۔ خلیج کے مختلف ممالک میں رہنے والے قطری شہری سفری مشکلات کا شکار ہیں، اسی طرح قطر کے راستے حجاز یا امارات جانے والے مسافر بھی پریشانیوں سے دوچار ہیں۔ عالمی برادری نے اس سفارتی مسئلے کو حل کرنے کے لئے اپنے تئیں کوششوں کا آغاز کر رکھا ہے۔ کویت کے امیر سعودیہ، قطر اور امارات کا دورہ کر چکے ہیں، اسی طرح ترکی کے صدر طیب اردغان اور وزیراعظم نے قطر کو تنہا نہ چھوڑنے کا عندیہ دیا ہے۔ ایران نے بھی قطر کو اس مشکل کی گھڑی میں ہر ممکن امداد دینے کا وعدہ کیا ہے بلکہ قطر میں پیدا ہونے والے خوراک کے بحران سے نمٹنے کے لئے ایران کے پانچ جہاز قطر پہنچ چکے ہیں، اسی طرح 300 ٹن خوراک بحری راستے سے قطر پہنچائی جا رہی ہے۔ ترکی نے کسی بھی بیرونی خطرے سے نمٹنے کے لئے قطر میں ترک افواج کی تعیناتی کی منظوری دی ہے اور شنید ہے کہ ترک افواج کے کئی دستے قطر پہنچ چکے ہیں۔

روس، امریکہ اور دیگر کئی ممالک نے خلیجی ریاستوں پر اس معاملے کو مصالحت اور بات چیت کے ذریعے حل کرنے پر زور دیا ہے۔ امریکی صدر ٹرمپ کے بیانات مسلسل بدل رہے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ یہ بہت اچھا ہوا اور اس کا سبب میرا دورہ ریاض ہے، کبھی کہتے ہیں کہ دہشت گردی کو ختم کرنے کے لئے قطر کے خلاف اس اقدام کی ضرورت تھی اور کبھی خلیجی ممالک کو دعوت دیتے ہیں کہ اپنے مسائل کے حل کے لئے اگر واشنگٹن کی خدمات درکار ہوں تو ہم حاضر ہیں۔ ہندوستان، پاکستان، سوڈان، عمان، اردن، ایتھوپیا، اریٹیرا اور دیگر کئی ایک ممالک نے فریقین کے ساتھ اچھے روابط ہونے کے سبب اس مسئلہ میں غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اقوام متحدہ، روس، جرمنی، فرانس اور دیگر بہت سے ممالک نے مذاکرات پر زور دیا ہے۔ بہرحال معاملہ فی الحال جوں کا توں ہے۔ قطری وزیر خارجہ کا کہنا ہے کہ قطر کسی صورت پسپائی اختیار نہیں کرے گا جبکہ 9 جون 2017ء کو سعودیہ، امارات، بحرین اور مصر کی جانب سے مشترکہ بیان میں 59 افراد اور 12 تنظیموں پر مشتمل دہشت گردوں کی ایک فہرست جاری کی گئی، جن میں اخوان المسلمین کے روحانی راہنما یوسف القرضاوی اور اٹھارہ معروف قطری شامل ہیں۔ دہشت گردوں یا ان کے حامیوں کی اس فہرست میں قطر چیریٹی کے نام سے کام کرنے والا ادارہ جو اقوام متحدہ کے بہت سے اداروں کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے، شیخ عیدالثانی کے نام سے کام کرنے والا خیراتی ادارہ، اسی طرح شیخ ثانی بن عبداللہ فاؤنڈیشن بھی شامل ہیں۔

قطر نے جمعہ کے روز اس فہرست کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ یہ بے بنیاد فہرست ہے۔ اقوام متحدہ کے نمائندہ نے اس فہرست پر ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اقوام متحدہ فقط اس فہرست کی پابند ہے، جو اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل نے مرتب کی ہے، اس کے علاوہ ہم کسی فہرست کے پابند نہیں ہیں۔ ایمنیسٹی انٹرنیشنل نے قطر کے محاصرے کو عالمی قوانین کے خلاف قرار دیا اور خلیجی ریاستوں پر زور دیا کہ اس محاصرے سے بہت سے انسانوں کی زندگیاں متاثر ہوں گی۔ یاد رہے کہ اس محاصرے اور پابندیوں کے نتیجے میں بہت سے خلیجی شہری اپنے پیاروں سے دور ہو جائیں گے، بہت سے افراد ملازمتوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ سعودی اتحاد نے قطر کے نیوز نیٹ ورک الجزیرہ کو سرکاری حکم ناموں کے تحت امارات، سعودیہ، بحرین اور مصر میں بند کر دیا ہے۔ امارات، بحرین اور سعودیہ نے قطر کی حمایت میں سوشل میڈیا پر بات کرنے کو قابل سزا جرم قرار دیا ہے۔ سعودیہ میں تمام ہوٹلز کو ہدایت جاری کی گئی ہے کہ وہ اپنے ہوٹلز اور کمروں میں اس امر کو یقینی بنائیں کہ وہاں الجزیرہ کی نشریات نہ دکھائی جائیں، ورنہ لاکھوں ریال جرمانہ اور لائسنس کی منسوخی یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ قطر کے نیشنل کمیشن فار ہیومن رائٹس نے اس خبر پر شدید ردعمل ظاہر کیا، جس کے مطابق آج یعنی 11 جون 2017 کو چند قطری شہریوں کو مسجد حرام میں داخل ہونے سے روکا گیا۔ NHRC کے سربراہ علی بن صمیخ المری نے اس اقدام کو مذہبی آزادی اور عالمی انسانی حقوق کے چارٹر کے خلاف کی شدید خلاف ورزی قرار دیا ہے۔

قطر سعودیہ کی مشرقی سرحد پر واقعہ گیس کی دولت سے مالا مال ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ اسی سعودیہ کی جنوبی سرحد پر واقعہ نسبتاً ایک بڑا ملک گذشتہ دو برسوں سے جی سی سی ممالک کی جانب سے زمینی، فضائی اور سمندری محاصرے کے ساتھ ساتھ فضائی حملوں کا بھی شکار ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ قطر اور یمن میں کیا فرق ہے؟ اقوام عالم کا قطر کے معاملے پر واویلا اگرچہ درست ہے اور اس مسئلہ کو مذاکرات کی میز پر حل کرنے کی کاوشیں خوش آئند ہیں، تاہم یہ سب آوازیں یمن کے معاملے پر کیوں دب جاتی ہیں۔؟ کیا یمنی انسان نہیں ہیں؟ کیا یمن میں لوگوں کو خوراک، پانی، ادویات اور دیگر ضروریات زندگی کی احتیاج نہیں ہے۔؟ کیا یمن میں مرنے والے ہزاروں بچے کسی اور مخلوق سے تعلق رکھتے ہیں۔؟ آج ترکی، امریکہ، روس، ایران، جرمنی، فرانس، کویت، عمان، اردن، سوڈان، اقوام متحدہ اور ایمنسٹی انٹرنیشنل قطر کے چند ایام پر مشتمل محاصرہ پر سراپا احتجاج ہیں اور مذاکرات کے ذریعے اس مسئلہ کو حل کرنے پر زور دے رہے ہیں، تاہم گذشتہ دو برس سے جاری یمن کے محاصرے اور اس پر کی جانے والی بمباری پر سوائے ایران کے کوئی صدائے احتجاج بلند کرنے والا نہیں ہے۔ کیا یمنیوں کا یہی قصور ہے کہ ان کے پاس گیس اور تیل کے ذخائر موجود نہیں ہیں، جن سے دنیا کے دیگر ممالک کے مفادات وابستہ ہوں۔؟ کیا ان کا قصور یہی ہے کہ وہ غریب ہیں؟ کل جب لاکھوں یمنیوں کو حج کی سعادت سے محروم رکھا گیا تو کسی کو بھی مذہبی آزادی اور عالم انسانی حقوق کے چارٹر کی خلاف ورزی نظر نہ آئی، تاہم آج چند قطری باشندے مسجد الحرام نہ جا سکے تو مذہبی آزادی اور انسانی حقوق کی باتیں کی جانے لگیں۔ اگرچہ سعودی حکام کو ایسا کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ بیت اللہ تمام مسلمانوں کی مشترکہ میراث ہے، یہ کسی ایک ملک کی جاگیر نہیں۔

خدا کی لاٹھی یقیناً بے آواز ہے۔ ہم نے دیکھا کہ یمنی مسلمانوں کے خودمختاری اور حریت کے ساتھ زندگی گزارنے کے مطالبے کو ظلم و بربریت سے کچلنے کی کوشش کی گئی۔ فرقہ واریت اور دہشت گردی کے الزامات لگا کر ان کی آزادی اور حریت کے ساتھ زندہ رہنے کی مقدس خواہش کو بدنما بنانے کی کوشش کی گئی۔ گذشتہ دو برسوں پر محیط خلیجی ممالک کے محاصرے اور فضائی حملوں کے سبب لاکھوں یمنی بے گھر ہیں، ہزاروں جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں، بچے، خواتین، بوڑھے نان جویں کو ترستے ہیں۔ پینے کو پانی دستیاب نہیں۔ قحط کا سماں ہے۔ ہسپتال اور بنیادی صحت کے مراکز جو خلیجی طیاروں کے حملوں سے بچ گئے ہیں، میں ادویات کی شدید قلت ہے۔ موسمی شدت، افلاس، انفراسٹکچر کی تباہی اور اس پر کہیں کسی شنوائی کا نہ ہونا، لیکن اقوام عالم تو ایک جانب مسلمان ریاستوں کے حکمرانوں کے کانوں پر بھی جوں تک نہیں رینگتی۔ کویت، ترکی، عمان، اردن، سعودیہ، امارات، بحرین، قطر، نائجیریا، مصر کس کس کا تذکرہ کیا جائے، سب اس ظلم میں برابر کے شریک ہیں۔ کچھ عملاً حملہ آور ہیں تو کچھ اپنی خاموشی کے ذریعہ اس قتل و غارت اور ظلم و بربریت کا حصہ ہیں۔ میری نظر میں یہ ان مظلوموں کا خون ہے، جو خلیجی ممالک کے باہمی اختلاف کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ اس خون نے بہت سے تقدس ماب چہروں پر سے نقاب الٹ دیئے ہیں، بہت سے ممالک کی اصولی سیاست کا بھانڈہ پھوڑ دیا ہے۔ اس خون نے اقوام عالم کو اور زندہ عالمی ضمیر نیز تاریخ انسانیت کو یہ بتایا ہے کہ ایک زمانہ وہ بھی تھا، جب انسانی جان کی قیمت ریال اور ڈالر کے نسبت سے طے کی جاتی تھی۔ جہاں انسانیت کا منصب گیس کے ذخائر اور جی ڈی پی کی کثرت کے سبب دیا جاتا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب اس کو انسان سمجھا جاتا تھا، جس کی فی کس آمدن ایک لاکھ ڈالر سے اوپر تھی۔

CMYK

2nd Year of Publication

Srinagar

Weekly WILAYAT TIMES

Vol:03 | Issue:13 | Pages:08 | 12th June to 18th June 2017 | Rs.5/-

یہ علم، یہ حکمت، یہ سیاست، یہ تجارت
جو کچھ ہے،وہ ہے فکر ملوکانہ کی ایجاد

This Knowledge, this science, statecraft and trade, For kingship alone these games were made.

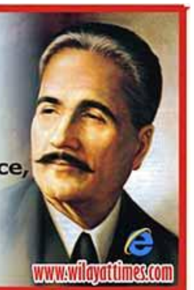

2019 has been named as the Imam Ali (as) Year in India

During the period of two years, a Comprehensive and wide ranging events will be organized to introduce Imam`s life among people.

Read the Message of Hojjat al-Islam Agha Mahdi Mahdavipour,The Representative of the Supreme Leader of Islamic Republic of Iran Ayatullah al- Uzma Syed Ali Khamenei in India.

The Honorable Ulama and Muballigeen of India

Salaam and regards to the respected flag-bearers of the sanctuary of the School of Ahlul Bayt (A.S.). I would like to bring in kind information that the year 1440 Hijrah/2019 CE coincides with the 1400th martyrdom anniversary of Master of the Virtuous, the Commander of the Faithful, Imam Ali ibn Abi Taleb (A.S.). With the counselling and advice of a group of Ulamas this year (1440 Hijrah/2019 CE) have been named as the "Imam Ali (A.S.) Year" in India. Thus, in these two years remaining till the year 1440 Hijrah/2019 CE a comprehensive and wide ranging program should be chalked out to introduce the life and sayings of the great personality of Imam Ali Ibn Abi Taleb (A.S.). It is be noted that preaching the life and teachings of Imam Ali ibn Abi Taleb (A.S.) is in reality preaching true and pure tenets of Islam as preached by the Holy Prophet (S.A.W.A.). Today more than past the youth in India and the scientific and academic institutions in the vast and expansive country of India deeply feel the need to get acquainted with the teachings of Imam Ali Ibn Abi Taleb (A.S.) in the social, political, ideological, ethical, family, historical issues. Fortunately, love and affection with Imam Ali Ibn Abi Taleb (A.S.) is deep-rooted in the masses of India and an interest and quench to learn the teachings of this magnificent personality is greatly felt in region.

Thus, the following programs are proposed to be conducted to commemorate this great event in Indian sub continent.

- *A headquarter will be established in this regard and a website will launched to provide necessary information about this event.*
- *Informative and valuable articles about Imam Ali Ibn Abi Taleb (A.S.) in English and Urdu languages will be published in five volumes each.*
- *In the year 1440 Hijrah/2019 CE, an international seminar will be conducted in Hyderabad city regarding the life and works of Imam Ali Ibn Abi Taleb (A.S.).*
- *The valuable book written in Urdu about Imam Ali Ibn Abi Taleb (A.S.) titled "Nafs Rasool (S.A.W.A.)" written by late Syed Ali Haider Naqvi will be republished in 14 volumes.*
- *At least five regional seminars will be held in various states of India in different subjects including Nahjul Balagha, the main characteristics of the government of Imam Ali Ibn Abi Taleb (A.S.), the mystic and ethical thought of Imam Ali Ibn Abi Taleb (A.S.), Imam Ali's conduct in politics, Imam Ali (A.S.) and the Unity among the Muslims.*
- *In the year 1440 Hijrah/2019 CE, the Friday Prayer Leaders throughout India in the sermons of every Friday gathering will quote and explain the sayings and teachings of Imam Ali (A.S.). Thus, during the 52 sermons of the Friday Prayer which will be delivered in the year 1440 Hijrah/2019 CE, 52 steps will be taken forward to get acquainted with the teachings of Imam Ali (A.S.).*

• Thus, I kindly request all the Ulamas, Muballigeen, research scholars and media persons to cooperate in this noble effort and kindly mail their suggestions, plans, views and articles to the below-mentioned email of the headquarter of this event at Imamali1440@yahoo.com

Mahdi Mahdavipour
The Representative of the Supreme Leader of Islamic Republic of Iran
Ayatullah al- Uzma Syed Ali Khamenei in India.

Dt:31-05-2017